يد الله على الجماعة (ترمذي)
لا جماعة الا بامارة (دارمي)

بیادِ محدث العصر مفتی دوراں شیخ العلماء حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی
بیادِ سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ
عارف سلمان روپڑی

جلد 54	جمعۃ المبارک 17 رمضان 1431ھ 27 اگست تا 2 ستمبر 10ء	شمارہ 34	فون 7656730 / 7659847

صدقة الفطر

نبی اکرم ﷺ نے اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس پیمانہ (صاع) سے صدقہ فطر ادا فرمایا اس کا وزن دو سیر دس چھٹانک تین تولہ چار ماشہ قریباً پونے تین سیر ہے رائج الوقت پیمانہ اڑھائی کلو (2.1/2 کلو) اس سے کم صدقہ ادا کرنا خلاف سنت ہے۔

صدقة فطر نقد دینا بھی جائز ھے:

جس کا حساب موجودہ دور میں چکی کے آٹے کا حساب سے 85 روپے فی کس بنتا ہے صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے ورنہ قبول نہ ہوگا۔ صدقہ فطر عید سے چند روز پہلے ادا کرنا بھی جائز ہے۔ صدقہ فطر ہر فرد کی طرف سے ادا کرنا ضروری ہے۔ حتیٰ کہ جو بچہ عید سے پہلے پیدا ہوا اس کا صدقہ ادا کرنا چاہیے۔

شبینہ کی بدعت

شبینہ بدعت ھے

کیونکہ قرآن پاک کو
تین یوم سے قبل ختم کرنا قرآن
مجید پر ظلم اور نہ سمجھنے
کے مترادف ہے۔ [مشکوٰۃ]
اس ظلم عظیم سے اجتناب کرنا چاہیے۔

رمضان المبارک میں امت مسلمہ کی بھلائی و مغفرت اور اپنے ملک کی سلامتی کے لیے دعا کرنا نہ بھولیے۔ [ادارہ]

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.info

ابوعکاشہ عبداللطیف حلیم

صبر اور فوائد صبر

وعن ابی سعید وابی ھریرۃ رضی اللہ عنھما عن النبی ﷺ قال مایصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ھم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکۃ یشاکھا الا کفر اللہ بھامن خطایاہ۔

(صحیح بخاری، کتاب المرضی باب ماجاء فی کفارۃ المرض، حدیث: ۵۶۴۱،۵۶۴۲)

ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو جب بھی تھکاوٹ، بیماری، فکر، غم اور تکلیف پہنچے حتی کہ اگر اسے کانٹا بھی چبھے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے، غموں اور دکھوں کا پہنچنا، زندگی کے نشیب وفراز میں طرح طرح کے حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔ ایک مسلمان کے لیے مصیبت کے وقت صبر کرنا کس قدر فائدہ مند ہے۔ حتی کہ اگر اسے کانٹا چبھنے کی بھی تکلیف آئے تو اس پر صبر کرنے سے اس کے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مامن مسلم یصیبہ اذی شوکۃ فما فوقھا الا کفر اللہ بھا سیاتہ وحطت عنہ ذنوبہ کما تحط الشجرۃ ورقھا۔ مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے کانٹا چبھے یا اس سے بڑی کوئی تکلیف پہنچے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی برائیوں کا کفارہ بنادیتا ہے اور اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے (موسم خزاں میں) پتے جھڑتے ہیں (حوالہ مذکورہ باب شدت المرض حدیث: ۵۶۴۷)

تکالیف اور مصائب کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ لیکن ان پر ہمیشہ صبر کرنا ہی ایک مسلمان اور مومن کا شیوہ ہے۔ فرمان رب العالمین ہے: الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون (البقرہ) جب ہی ان (ایمان والوں) پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں: یقیناً ہم اللہ کے لیے اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اللہ کے راستے میں تکلیف پہنچے تو پھر بھی صبر ہی کرنا چاہیے۔ رسول کریم ﷺ نے ایک نبی کا اسوہ پیش کرتے ہوئے اس موقع پر صبر کرنے کی رہنمائی فرمائی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ایک نبی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک نبی کو ان کی قوم نے مار اور لہولہان کردیا، اور وہ نبی اپنے چہرے سے خون پونچھتا ہوا یہ کہہ رہا ہے: اللھم اغفر لقومی فانھم لایعلمون۔ اے اللہ میری قوم کو معاف فرمادے اس لیے کہ وہ بے علم ہیں۔ [صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۵۴، صحیح مسلم کتاب الجھاد، باب غزوۃ أحد، حدیث: ۱۷۹۲]

کوئی دنیا سے بچھڑ جائے یعنی فوت ہوجائے (بیٹا، بھائی، باپ، ماں وغیرہ) ہر صورت میں رسول کریم ﷺ نے صبر کی ہی تلقین فرمائی ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے اور وہ ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: اتقی اللہ واصبری، اللہ سے ڈر جا اور صبر کر، اس نے کہا مجھ سے دور ہوجائیں۔ آپ کو میرے والی مصیبت نہیں پہنچی اس لیے تو آپ کو اس کا احساس نہیں۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔ جب اسے بتایا گیا کہ یہ تو نبی مکرم ﷺ تھے۔ تو وہ فوراً آپ کے دروازے پر پہنچی۔ اس نے آپ کے دروازے پر کوئی دربان (وغیرہ) نہ پایا، تو (آپ سے) عرض کی کہ میں نے آپ کو پہچانا ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا: الصبر عند الصدمۃ الاولی۔ صبر تو یہ ہے کہ صدمہ کے آتے ہی فوراً صبر کیا جائے۔ [صحیح بخاری کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور، حدیث: ۱۲۸۳]

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مصیبت یا غم کے پہنچتے پر فوراً صبر کا دامن تھام لے۔ واویلا کرنا، شکوے کرنا، گھبراہٹ سے زبان کھولنا، کسی مومن کو قطعاً لائق نہیں، کیونکہ صبر کرنے سے جنت ملتی ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما لعبدی المؤمن عندی جزاء اذا قبضت صفیہ من اھل الدنیا ثم احتسبہ الا الجنۃ۔ میرا وہ بندہ جس کی محبوب ترین چیز میں واپس لے لوں لیکن وہ اس پر ثواب کی نیت (سے صبر کرے) اس کے لیے میرے پاس جنت کے سوا اور کوئی بدلہ نہیں۔ [صحیح بخاری کتاب الرقاق، باب العمل الذی یبتغی بہ وجہ اللہ تعالیٰ، حدیث: ۶۴۲۴]

اللہ تعالیٰ ہمیں مصائب وتکالیف کے وقت صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 34
16 رمضان ☆ 1431ھ
27 اگست ☆ 2010ء
C.P.L. - 104

فون: 7656730 / 7670968 فیکس: 7659847

اداریہ

الشیخ ابو رجال

نفس انسانیت آزمائش اور اسلام

مسلمان کم وبیش ایک ہزار سال تک دنیا کی ایک بڑی طاقت رہے۔ علم وحکمت، تدبر وسیاست اور دولت وحشمت میں کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔ وہ اکثر دنیا پر حکومت کررہے تھے یہ بادشاہی انہیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی اور اس ذات مقدس نے ہی چھین لی۔ قوموں کے عروج وزوال میں اللہ کا قانون یہ ہے کہ وہ سرفرازی کے لیے جسے چاہتا ہے اپنے قانون ابتلا کے مطابق منتخب کرلیتا ہے لیکن جب منتخب کرلیتا ہے تو اس کی یہ حالت اسی وقت تبدیل کردیتا ہے جب علم واخلاق کے لحاظ سے وہ اپنے آپ کو پوری طرح پستی میں گرادیتی ہے۔

دنیا کی کوئی طاقت (نعوذ باللہ) اللہ کی رشتہ دار نہیں اس سے ملتی جلتی بات یہود ونصاریٰ نے بھی کہی تھی جب انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ جنت میں داخل ہوگا جو یہودی ہو یا نصرانی ہو اور کوئی نہیں یہ ان کی خواہشات تھیں "وقالوا لن یدخل الجنة الا من کان هودا او نصری تلك امانیهم قل هاتوا برهانکم ان کنتم صدقین۔"

رب العزت نے ترقی اور تنزلی، عروج وزوال، اچھائی اور برائی، بے سکون اور سکون کے کچھ اصول ضابطے طے فرما رکھے ہیں۔ جو انسان اور قوم ان ضابطوں اور اصولوں پر عمل کرتی ہے ہمیشہ وہی کامیاب ہوجاتی ہے اور جو خلاف ورزی کرتی ہے وہ تباہ ہوجاتی ہے۔ خواہ وہ کتنی عبادت گزار کیوں نہ ہو مثلاً جس قوم میں میرٹ نہ ہو جو قوم اپنے بہترین لوگوں کو اپنا لیڈر منتخب نہ کرتی ہو، جس قوم میں انصاف نہ ہو، جس میں وقت کی پابندی نہ ہو، جس میں محنت کا جذبہ نہ ہو، جو تمام انسانوں کو برابری کا حق نہ دیتی ہو، وہ قوم ترقی نہیں کرسکتی۔

خواہ یہ پٹرول کے سمندر اور ہیروں کے پہاڑ پر ہی کیوں نہ بیٹھی ہو اور کوئی انسان اس وقت تک اچھی شاندار اور پرسکون زندگی نہیں گزار سکتا جب تک یہ وقت کی پابندی نہ کرے یا اپنے دل ودماغ کی کھڑکیاں نہ کھولے، یہ جذبات کو عقل پر حاوی نہ آنے دے یہ آندھی ہو یا طوفان اپنے معمول کے مطابق کام نہ کرے اس میں تسلسل نہ ہو روز نت نئی چیزیں اور باتیں نہ سیکھے، اس میں عاجزی نہ ہو اور یہ اللہ سے نہ ڈرے۔

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی: مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر: مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ: وقار عظیم بھٹی
0301-4002662

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ آل عمران	7
صحیح بخاری وصحیح مسلم	10
7 ستمبر 1974ء تحریک ختم نبوت	13
اعتکاف اور لیلۃ القدر	16
موسیقی، رقص......	18

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

سیالکوٹ والا اندوہ ناک واقعہ جس کا کہ سپریم کورٹ نے از خود نوٹس لے لیا ہے اور ڈی پی او اور ایس پی انویسٹی گیشن کے خلاف کاروائی کا حکم دے دیا ہے اور سانحہ کے پانچ ملزمان گرفتار کر دیے گئے ہیں اور کچھ بیٹی بند بھائیوں کو پولیس نے فرار ہی کروا دیا ہے۔ سیالکوٹ میں پولیس کی موجودگی میں لوگوں نے دو بھائیوں حافظ مغیث اور محمد منیب کو ڈنڈے مار مار کر ہلاک کر کے ان کی لاشیں لٹکا دیں۔

جبکہ پولیس اہلکار پاس کھڑے چپ چاپ یہ ظالمانہ کاروائی دیکھتے رہے اور کوئی ایکشن نہیں لیا۔ کسی مذہبی معاشرے کے لیے یہ ڈوب مرنے کا مقام ہے اور قانون کے محافظوں کا تماشہ دیکھتے رہنا یہ ستم بالائے ستم ہے۔ یہ تو بھلا ہو کہ سپریم کورٹ نے اس واقعے کا سختی سے نوٹس لے لیا۔ یہ ایک کربناک سانحہ ہے جس میں عوام اور پولیس دونوں شامل ہیں۔ آخر ایسے حالات پیدا ہونے کے اسباب کیا؟ کہ لوگوں نے قانون ہاتھ میں لے کر ان دونوں بھائیوں کو مار ڈالا اور ان کی لاشیں لٹکا دیں

اب ذرا اسلام میں اور جناب محمد ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں ذریعہ انسانی جان کی اہمیت اور مقام کی طرف دیکھتے ہیں کہ قرآن و حدیث اس سلسلہ میں ہماری کیا راہنمائی کرتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا. [۳۲] ان یقتلوا ایصلبوا او تقطع اید یھم وار جلھم من خلاف او ینفوا من الارض. [۳۳]

بے شک جس نے قتل کیا کسی جان کو بغیر جان کے یا بغیر فساد کے بیچ زمین کے کرنے والے گویا کہ اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا اور جس نے اس نفس کو بچا لیا پس گویا اس نے سب انسانوں کو بچا لیا۔'' یہاں تشبیہات کی گہرائیوں کی طرف جانے کی ضرورت نہیں سادہ ترجمہ اور مفہوم کافی ہے۔

اب دیکھیں اسلام ایک جان کا مقام اور اس کی حیثیت کا تعین کس طرح کر رہا ہے۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک قتل کے مقدمہ میں مروی ہے کہ اگر سارے اہل صنعاء اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرا دیتا۔

ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ ایک آدمی کے جنازہ کے موقعہ پر کچھ آدمیوں نے فوت شدہ آدمی کے بارہ میں کچھ ایسے کلمات ادا کیے جو اچھے نہ تھے تو آپ نے انہیں مردہ جانور کھانے کو کہا تو ان کے انکار پر آپ ﷺ نے فرمایا یہ تم تھوڑی دیر پہلے جو کر رہے تھے وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا یعنی موت کے بعد ہی عزت نفس برقرار رکھا جائے۔

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے جس نے فوت شدہ کی ہڈی توڑی گویا اس نے زندہ آدمی کی ہڈی توڑی یہ احترام لاش ہے اور یہاں ان درندوں نے ان معصوم لڑکوں کو الٹا کر کے پول سے لٹکا دیا۔

لیکن پاکستان میں یہ چیزیں سوچنا ایک خواب سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ لوگ سیلاب میں بہہ رہے ہیں اور بے غیرت حکمران اپنی تجوریاں بھرنے میں مصروف ہیں۔ پیپلز پارٹی کے سینئر رہنماؤں نے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی جانب سے میاں نواز شریف کی طرف کی کمیشن کی تجویز پر آمادگی پر شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ وزیراعظم سے وضاحت طلب کی جائے گی کہ انہوں نے پارٹی کی سینئر قیادت کو نظرانداز کرتے ہوئے میڈیا کے سامنے میاں نواز شریف کی تجویز پر کیوں آمادگی ظاہر کی۔ کیا چیف ایگزیکٹو سینئر قیادت کے زمرے میں نہیں آتے۔ پیپلز پارٹی کے جو سینئر رہنما ایک با اختیار وزیراعظم سے وضاحت طلب کرنے کی بات کر رہے ہیں۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ سینئر رہنما سیلاب زدگان کی امداد میں تنہائی چاہتے ہیں۔ قوم تو بڑی خوش ہوگئی تھی کہ اپوزیشن اور حکومت سیلاب کے معاملے پر ایک ہو گئے اور ایک مشترکہ کمیشن بنا کر سیلاب زدگان کی مدد کو تیز اور فعال بنانا چاہتے ہیں۔ آخر ایسی اچھی تجویز پر آمادگی ظاہر کرنے پر اس قدر غصہ کیوں؟

بنگلہ دیش میں جب تک مشرقی پاکستان سیلاب میں غرق قوم تھی لیکن 1971ء کے بعد انہوں نے غلطیاں نہیں دھرائیں۔ چنانچہ آج یہ اس پاکستان کی مدد دے رہا ہے جس نے اسے کبھی مسکین سمجھ کر خلیج بنگال میں پھینک دیا تھا کیوں صرف اور صرف رائٹ ڈائریکشن کی وجہ سے بنگلہ دیش نے اپنے سمت درست کر لی جبکہ ہم نے اپنی سمت پستی اور بربادی کی طرف کر لی۔

باقی مسئلہ رہا کہ بھارت کی طرف سے دی جانے والی امداد کے قبول کرنے کا تو یہ سوال کسی غیرت مند سے کیا جائے میری مراد حکمرانوں کے علاوہ ہے جس سے مرضی کیا جائے آپ کو قوم پاکستان کا جواب مل جائے گا کیونکہ حکمرانوں کے علاوہ پوری قوم غیرت مند ہے۔

''دکھائے دل جو کسی کا وہ آدمی کیا ہے کسی کے کام جو نہ آئے وہ زندگی کیا ہے

☆..........☆..........☆

الاستفتاء

حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ

پورا رمضان تراویح میں پڑھنے اور اس میں قرآن ختم کرنے کا ثبوت، تراویح میں سامع کا ثبوت

سوال 1۔ قیام رمضان یعنی نماز تراویح باجماعت سارا رمضان اول رات میں مسجد میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال 2۔ ایام رمضان میں بوقت سماع قرآن کریم تراویح میں سامع کے ثبوت کی ضرورت ہے، بیان فرمائیں۔

الجواب بعون الوھاب:

(۱) سارا رمضان مسجد میں تراویح جائز ہے، کیونکہ بخاری و مسلم وغیرہ میں حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تین دن باجماعت مسجد میں پڑھیں پھر فرض ہونے کے خوف سے ترک کردیں۔

صحیح ابن حبان اور ابن خزیمہ میں ہے کہ ان راتوں میں آٹھ رکعتیں پڑھائیں۔ فرض ہونے کے خوف سے ترک کرنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا تو سارا رمضان پڑھاتے، اب چونکہ خوف نہیں اس لیے یہ سلسلہ اچھا ہے۔

بعض لوگ قرآن مجید کے ختم کے متعلق بھی سوال کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک دفعہ ختم کرنا ضروری ہے اس کا کوئی ثبوت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ویسے تو انسان کو بارہ ماہ کوشش کرنی چاہیے کہ ماہ میں کم سے کم ایک دفعہ ختم کرے، کیونکہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: صم کل شھر ثلاثة ایام واقرأ القران فی کل شھر.

[مشکوة باب صیام التطوع]

یعنی ہر ماہ میں تین روزے رکھا کر اور ہر ماہ میں قرآن ختم کیا کر۔

لیکن رمضان میں اس کا زیادہ اہتمام چاہیے، کیونکہ مشکوۃ باب الاعتکاف میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں جبرئیل علیہ السلام سے قرآن شریف کا دور کرتے تھے اور جس سال آپ فوت ہوئے اس سال دو دفعہ دور کیا۔ اس کے علاوہ رمضان میں چونکہ قیام اللیل کا زیادہ اہتمام ہوتا ہے اور اس کی ترغیب بھی زیادہ آئی ہے اور قیام قرآن مجید کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لیے رمضان میں زیادہ کوشش کرنی چاہیے تا کہ کم سے کم ایک دفعہ قرآن مجید ختم ہو جائے۔ اگر خود نہ پڑھ سکے تو سن لے۔

کیونکہ کنز العمال جلد اول ص ۱۴۰ بحوالہ مسند احمد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

من استمع الی ایة من کتاب اللہ کتبت له حسنه مضاعفة ومن تلا آیة من کتاب اللہ کانت له نورا یوم القیمة.

یعنی جو شخص کتاب اللہ کی ایک آیت کی طرف کان لگائے اس کے لیے دوگنی نیکی لکھی جاتی ہے اور جو کتاب اللہ کی ایک آیت پڑھے اس کے لیے قیامت کے دن نُور ہوگا۔

یہ حدیث تفسیر امام سیوطی، دِرِ منثور میں بھی زیر نظر آیت کریمہ "واذا قری القرآن." آیت مذکورہ کو امام سیوطی نے حسن بھی کہا ہے۔ پس جو شخص پڑھ نہ سکے وہ پورا قرآن مجید سننے کی کوشش کرے۔

ترغیب و ترہیب ص ۱۷۰ منذری کتاب الصوم ص ۱۷۰ میں ہے: عن عبداللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال الصیام والقران یشفعان للعبد یوم القیمة یقول الصیام ای رب منعته الطعام والشھوة فشفعنی فیه ویقول القرآن منعته النوم باللیل فشفعنی فیه فیشفعان رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر ورجاله محتج بھم فی الصحیح ورواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب الجوع وغیرہ باسناد حسن والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم.

یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں روزہ اور قرآن مجید قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے، روزہ کہے گا یا اللہ! میں نے اس کو کھانے اور شہوت سے روکا اس کے حق میں میری سفارش قبول کر اور قرآن مجید کہے گا میں نے رات میں نیند سے روکا اس کے حق میں میری سفارش قبول کر۔ پس سفارش قبول کی جائے گی۔

اس حدیث میں روزے کے مقابلہ میں رات کو قرآن مجید کا ذکر اسی قیام کی وجہ سے کیا ہے جس کا اہتمام رمضان میں زیادہ ہوتا ہے۔ پس قرآن مجید کا اہتمام بھی رمضان میں زیادہ ہونا چاہیے۔

مشکوۃ باب قیام رمضان میں ہے کہ خیر قرون میں امام آٹھ رکعت میں سورہ بقرہ پڑھتا تو لوگ اس کو بڑی تخفیف سمجھتے۔ اس حساب سے تقریباً دو دفعہ قرآن مجید رمضان میں ختم ہوتا ہے، بلکہ کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ سورہ بقرہ اڑھائی پارہ سے قریباً نصف ربع کم ہے۔ اب اگر ایک ختم نہ کیا جائے تو بتلایئے رمضان کی کیا قدر رہوئی۔ پس کم سے کم ایک ختم ضرور ہونا چاہیے خواہ پڑھ کر یا سن کر تا کہ روزہ کے ساتھ قرآن بھی سفارش کرے

(2) تراویح میں سامع کے متعلق آپ کو لکھا تھا کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہم کو اس لیے مقرر کیا تھا کہ ایک قاری اور ایک سامع رہے اور فصل رابع مشکوٰۃ باب ماعلی الماصوم میں حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ جہری نماز میں ایک آیت چھوڑ گئے، ایک شخص کو کہا مجھ سے اس سورۃ میں رہ گیا ہے؟ کہا ایک آیت رہ گئی ہے۔ فرمایا تو نے بتلائی کیوں نہ؟ کہا میں نے خیال کیا کہ منسوخ ہوگئی ہے۔ فرمایا ان قوموں کا کیا حال ہے جن کو پڑھے گئے اور چھوڑے گئے کی خبر نہیں۔ بنی اسرائیل کے دلوں سے اس طرح عظمتِ الٰہی نکل گئی، ان کے بدن حاضر ہوتے دل غائب ہوتے اور خدا عمل قبول نہیں کرتا جب تک بدن کے ساتھ دل نہ حاضر ہو۔ اس قسم کی بعض روایتیں اور بھی آئیں جو سامع کی ضرورت پر دلالت کرتی ہیں۔ ملاحظہ ہو ابو داود مع عون المعبود باب الفتح علی الامام فی الصلوۃ.

☆..........☆..........☆

اعتماد کا بحران

اقوام متحدہ کے انسانی بنیادوں پر کام کرنے والے ادارے نے پاکستان میں کم و بیش 35 لاکھ بچوں کو صحت کے مسائل بالخصوص ہیضہ سے متاثر ہونے کا خدشہ ظاہر کیا ہے۔ ادارے کے ترجمان نے مجموعی صورت حال کو سیلاب کے پیش نظر بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ مجموعی طور پر 60 لاکھ بچے ہیضہ، اسہال ہیپاٹائٹس اے اور ای اور ٹائی فائیڈ سمیت سیلابی پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا شکار ہو کر موت کی وادی میں اتر سکتے ہیں۔ خدانخواستہ اس صورت حال میں یہ اپنی نوعیت کا شدید بحران ہوگا۔ ترجمان نے مزید کہا ہے کہ پاکستان کا تشخص کرپشن اور دہشت گردی کی وجہ سے بھی بین الاقوامی میڈیا میں شدید متاثر ہوا ہے۔ امداد دینے والے ادارے سوال کرتے ہیں کہ دی گئی امداد کا مستقبل میں کیا ہوگا؟ وہ کہاں استعمال ہوگی اور کیا ضمانت ہے کہ وہ کرپشن کی نظر نہیں ہو جائے گی یا وہ دہشت گردوں کے ہاتھ نہیں لگے گی جو بقول ترجمان سیلاب زدہ علاقوں میں نہایت سرگرم عمل ہیں اور ان کی امدادی سرگرمیوں نے حکومت کی امدادی سرگرمیوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ دوسری اہم بات ترجمان نے یہ کہی ہے کہ پاکستان نے ابھی عالمی ادارے کو باقاعدہ سرکاری طور پر اطلاع نہیں دی کہ اس کے ہاں کس نوعیت کا بحران ابھر رہا ہے۔

حکومت پاکستان ہو یا صوبوں میں اس کی اتحادی حکومتیں ہوں، سب کے درمیان ایک جنگ کا سماں ہے۔ اعتماد کا بحران داخلی سطح پر اس قدر گہرا ہے کہ سیاسی جماعتوں میں جوتیوں میں دال بٹنے کا عالم نظر آتا ہے۔ ایک اور داخلی بحران ہمیشہ چلا آرہا ہے کوئی حکومت اس سے مستثنیٰ قرار نہیں دی جاسکتی۔ حکومت عوام کو صحیح صورت حال سے آگاہی نہیں کرتیں حکومت وقت کے کسی اعلان، پریس نوٹ یا رپورٹ سے یہ ہرگز ظاہر نہیں ہو رہا کہ سیلاب زدہ علاقوں میں کس نوعیت کا بحران ہے۔ صحت کے مسائل سے دوچار اس ملک کا مستقبل، ہمارے بچے کس حالت زار میں ہیں، اگر ہم تھوڑی دیر کے لیے اعتماد کے بحران کے عالمی منظرنامے کو ایک طرف کر بھی دیں اور حکومت کی کارکردگی کو ہی سامنے رکھیں تو سب سے پہلا انکشاف تو یہی ہے کہ امداد، امداد کا شور مچانے والی حکومت نے باقاعدہ طور پر کوئی ایسی تیاری نہیں کی جو مصدقہ رپورٹوں کو دنیا کے اور خود پاکستان کے عوام کے سامنے لائے اور بتائے کہ کس علاقے میں کس قدر تباہی ہے۔ کس نوعیت کی بیماریاں پھیل رہی ہیں، کس طرح امداد کی ضرورت ہے اور کس نوعیت کی عالمی مالی، تکنیکی اور صحت عامہ کے شعبوں میں امداد چاہیے۔ ان کے سامنے فوری ضرورت کی امداد کا تذکرہ نہیں ہوا۔ دوسری طرف یہ ادارے اپنے وسائل سے اندازے لگا رہے ہیں کہ کتنی بڑی تعداد میں بچوں کی اموات کا خطرہ منڈلا رہا ہے کس نوعیت کی بیماریاں پھیل رہی ہیں اور کتنی بڑی مقدار میں امداد درکار ہے۔ یہ ہمارے لیے سوچنے کا مقام ہے کہ باتوں سے پیٹ بھرنے والے حکمران عوام کو کیا دے سکتے تھے اور دے سکتے ہیں؟ بین الاقوامی منظرنامے میں پاکستان یکہ و تنہا کھڑا ہے۔ میڈیا اسے ''ناکام ریاست'' اور ''دہشت گردی کا مسکن'' قرار دے رہا ہے۔ ہندو لابی کا پروپیگنڈہ عروج پر ہے۔ یہودی لابی دہشت گردی کا سارا ملبہ پاکستان پر انڈیل رہی ہے۔ ہماری قوم میں بھی لڑنے کا دم ہے اور ہم قدرت خداوندی سے ہرگز مایوس بھی نہیں۔ ہم یقیناً اس بحران سے نکل آئیں گے شرط یہ ہے کہ اعتماد کا بحران ختم ہو۔ [بشکریہ: ہفت روزہ ایشیا لاہور]

تفسیر سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 42) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القری مکہ مکرمہ)

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِينَ ۝ فِيهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ إِبْرٰهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ۝

"بلاشبہ سب سے پہلا گھر (جو بطور عبادت خانہ) لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہ مکہ میں ہے اور وہ برکت وہدایت والا ہے سب جہان والوں کے لیے۔" (۹۶) اس میں کھلی کھلی نشانیاں (جن میں سے) مقام ابراہیم ہے اور جو کوئی اس میں داخل ہوا وہ امن والا ہو گیا اور لوگوں کے ذمہ (فرض) ہے اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا جو بھی استطاعت رکھتا ہو اس کی طرف راستے کی اور جس نے انکار کیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام دنیا سے بے نیاز ہے۔" (۹۷)

مشکل الفاظ کے معانی:

وُضِعَ: مقرر کیا گیا، بنایا گیا۔

بَكَّةَ: شہر مکہ۔

اسْتَطَاعَ: طاقت رکھتا ہو۔

التوضیح:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِينَ

رسول اللہ ﷺ ہجرت کے بعد سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کرتے رہے۔ تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو آپ نے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ تو اہل کتاب نے رسول اللہ ﷺ پر یہ اعتراض کیا کہ اگر تم ابراہیمی ہوتے تو پھر تمہیں بھی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی چاہیے تھی کیونکہ ابراہیم اور ان کی اولاد کا قبلہ یہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے سب سے پہلے بیت المقدس پر کعبہ کی فضیلت کو ثابت کیا پھر اسے ابراہیم کا قبلہ ہونا ان الفاظ میں ثابت کیا: "کہ بے شک سب سے پہلا گھر جو اللہ کی عبادت کے لیے بنایا گیا وہ شہر مکہ میں ہے (جسے بیت اللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: "أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلُ" زمین پر سب سے پہلی مسجد کونسی بنائی گئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ" مسجد حرام سب سے پہلے بنائی گئی ہے۔ میں نے کہا: "ثُمَّ أَيٌّ" پھر کونسی مسجد بنائی گئی۔ تو آپ نے فرمایا: "اَلْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى" مسجد اقصیٰ "قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا" میں نے کہا ان دونوں کے درمیان کتنا وقفہ تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "أَرْبَعُونَ سَنَةً" چالیس سال کا۔

[صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب یزفون فی المشی ج۳، ص ۱۲۲۶ رقم الحدیث: ۳۱۸۶]

نوٹ: مسلم اور مسند امام احمد کی روایت میں یہ ہے کہ راوی کہتا ہے پھر کہا فرمایا: "جہاں کہیں وقت ہو نماز پڑھ لیا کرو ساری زمین مسجد ہے۔"

الغرض قرآن مجید اور احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کعبۃ اللہ بیت المقدس سے چالیس سال پہلے بنایا گیا۔ جب بیت اللہ اس وقت بنایا گیا کہ جب دنیا آباد ہوئی اور اس کے علاوہ دنیا میں اور کوئی عبادت گاہ نہیں تھی تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ ابراہیمؑ اور ان کی اولاد کا قبلہ بیت المقدس نہیں بلکہ بیت اللہ تھا۔

ایک آدمی کا سوال اور حضرت علیؓ کا جواب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے سوال کیا:

"عَنْ أَوَّلِ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا هُوَ أَوَّلُ

بَيْتٍ بُنِيَ فِي الْأَرْضِ قَالَ لَاوَلٰكِنَّهُ أَوَّلُ بَيْتٍ وُضِعَ فِيهِ الْبَرَكَةُ وَالْهُدَى وَمَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا"

کہ سب سے پہلے گھر دنیا میں مکہ میں بیت اللہ ہی تعمیر کیا گیا تھا تو حضرت علیؓ نے جواب دیا نہیں گھر تو اس سے پہلے اور بھی تھے لیکن خاص اللہ کی عبادت، امن والا، بابرکت گھر سب سے پہلا گھر دنیا میں بیت اللہ ہی تھا کیونکہ اس میں مقام ابراہیم بھی ہے۔

[مستدرك حاكم ج ٢ ص ٢٩٢،٢٩٣]

مکہ کے مختلف نام: بكه، بيت العتيق، بيت الحرام، البلد الامين، البلد المأمون ام رحم ام القرىٰ، صلاح، عرش، قادس، مقدس، ناسبة، نامة، حاطمة، داس، البلده البينة، الكعبة۔

مکہ اور بکہ میں فرق:

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وادی فج سے وادی بیت اللہ سے بطحاء تک بکہ ہے۔ اسی طرح بیت اللہ اور اس کے آس پاس کی جگہ کو بکہ اور دوسرے شہر کو مکہ کہا جاتا ہے [ابن كثير سورة آل عمران: ٩٦]

اس گھر کو اللہ تعالیٰ نے بڑا بابرکت اور راہ ہدایت کے متلاشیوں کے لیے ہدایت کا مرکز بنایا ہے۔

"فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ"

اس میں اللہ تعالیٰ کی علامات ہیں۔ ان میں سے ایک مقام ابراہیم ہے یہاں اللہ تعالیٰ دعا کو قبول فرماتے ہیں۔ مثلاً ملتزم کے ساتھ چمٹ کر دعا کرنا وغیرہ وہ دوران طواف دعا کرنا، اسی طرح حجر اسود، صفا مروہ اور زم زم بھی علامات ربانی میں سے ہے۔

"وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا"

لوگوں کے لیے یہ گھر جائے امن وسلامتی ہے۔ جو شخص اس گھر میں داخل ہو جائے مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا یا نوجوان وہ امن حاصل کر لیتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں بیت اللہ پناہ چاہنے والوں کو پناہ دیتا ہے لیکن جگہ بیت اللہ میں مستقل قیام اور کھانا پینا نہیں دیتا۔ جیسا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا" کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو جائے امن بنا دیا۔ [العنكبوت: ٦٧]

یہ صرف انسان کیلئے ہی امن کا مقام نہیں بلکہ یہ ہر جانوروں کے لیے بھی امن کی جگہ ہے۔ اسی لیے یہاں شکار کرنا، شکار کو بھگانا، کسی جانور یا انسان کو خوفزدہ کرنا، اس کو اس کے ٹھکانے یا گھونسلے سے ہٹانا یا اڑانا درخت کا شاخ وغیرہ جائز نہیں۔

حالت حرم میں کن چیزوں کا قتل جائز ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ اشیاء کو حرم میں بھی قتل کرنا جائز ہے: "الْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ"

(۱) کوا (۲) چیل (۳) بچھو (۴) چوہا (۵) باؤلا کتا۔

[صحيح بخارى كتاب جزاء الصيد باب مايقتل المحرم من الدواب ج ٢، ص ٦٥٠، رقم الحديث: ١٧٣٢...... صحيح مسلم كتاب الحج باب مايندب للمحرم وغيره قتله من الدواب فى الحل والحرم ج ٤، ص ٩٣، رقم الحديث: ١١٩٨]

نوٹ:

بیت اللہ میں اگر کوئی ایسا شخص داخل ہو جائے جو قصاص یا کسی حدود وغیرہ میں قتل کے لیے مطلوب ہو تو اس کو بیت اللہ میں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ بیت اللہ کے احترام کی غرض سے اسے وہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا جائیگا۔

"وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا"

اللہ تعالیٰ نے حج فرض قرار دیتے ہوئے اسے اسلام کا اہم بنیادی رکن قرار دیا ہے۔

فرضیت حج:

حج اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے جو زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ صرف اس پر جو اس کی طاقت رکھتا ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: کہ دین اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور آخری رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا، [مسلم كتاب الايمان باب بيان اركان الاسلام ج ١، ص ١٠٤ رقم: ١٦]

فرضیت حج کی تاریخ میں علماء کا اختلاف ہے، جمہوری علماء کے نزدیک حج 6ھ میں فرض ہوا۔ [سبل السلام ج ٢، ص ٩١٩] ابن قیم 9 یا 10ھ کے قائل ہیں۔ [زاد المعاد ج ٢، ص ١٠١]

شرط حج:

فرضیت حج کی پانچ شرطیں ہیں۔

1۔ اسلام: حج صرف مسلمان پر فرض ہے اگر کافر نے حالت کفر میں حج

کرلیا تو قبول اسلام کے بعد اسے دوبارہ حج کرنا ہوگا۔

2۔ عقل: یعنی حج عاقل اور باشعور مسلمان پر فرض ہے، مجنون پر نہیں، کیونکہ مجنون کو مرفوع القلم (غیر مکلف) قرار دیا گیا ہے۔

3۔ بلوغت:

فرضیت حج کی تیسری شرط بلوغت ہے نابالغ بچہ مکلف نہیں ہوتا۔ البتہ نابالغ حج کرسکتا ہے لیکن اس کا اجر ماں باپ کے لیے ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنا ایک بچہ بلند کیا اور کہا کہ یہ حج کرسکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ" ہاں اور تمہیں اجر ملے گا۔ [صحيح مسلم كتاب الحج باب صحة حج الصبي ج٥،ص ٨٥، رقم: ١٣٣٦]

4۔ آزادی:

حج صرف آزاد مسلمان پر فرض ہے غلام پر نہیں۔ البتہ غلام حج کرسکتا ہے لیکن اسے آزاد ہونے کی صورت میں بحالت استطاعت فرض حج دوبارہ ادا کرنا ہوگا۔

5۔ استطاعت:

یعنی حج کرنے والا مالی طور پر حج کے اخراجات اٹھا سکتا ہو اور جسمانی طور پر بھی حج کے سفر کے قابل ہو۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا" حج بیت اللہ صرف اسی پر فرض ہے جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتا ہو۔

[آل عمران: ٩٧]

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسا حج بہتر ہے فرمایا: "اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ" جس حج میں ۔۔۔ اور قربانی زیادہ ہو۔ پھر سوال پیدا ہوا "وَمَا السَّبِيلُ" سبیل سے کیا مراد ہے؟

فرمایا: "الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ" زاد راہ (راستے کا خرچہ) اور سواری۔

[صحيح الترغيب والترهيب كتاب الحج باب الترغيب في التواضع ج٢ ص ٢٠، رقم الحديث: ١١٣١]

نوٹ:

اگر کوئی مالی طاقت تو رکھتا ہو لیکن جسمانی طاقت نہ رکھتا ہو تو ایسے شخص پر جائز ہے کہ وہ اپنی جانب سے کسی کو حج کروادے اسے حج بدل کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ حج بدل کے لیے جانے والے نے پہلے اپنا حج کیا ہو۔

محدث روپڑیؒ اور شرط محرم:

خاوند عورت کا محرم نہیں ہوتا کیونکہ محرم اس شخص کو کہا جاتا ہے جس سے نکاح کی حرمت ابدی ثابت ہو۔ اس لیے خاوند کو عورت کا محرم نہیں کہا جاسکتا۔ اسی بنا پر عورت کے سفر حج کے متعلق محدث روپڑیؒ فرماتے ہیں: "خاوند یا محرم کی موجودگی میں عورت ان کے بغیر سفر حج پر روانہ نہیں ہوسکتی خاوند اور محرم نہ ہونے یا کسی شرعی عذر کی بنا پر ان کا سفر حج کے لیے جانا ممکن نہ ہو تو پھر عورت قابل اعتماد جماعت یا قافلے کے ساتھ سفر حج کے لیے روانہ ہوسکتی ہے۔ بدیگر صورت وہ اکیلی سفر حج کے لیے روانہ نہ ہو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: کہ کوئی عورت جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے تین دن یا زیادہ سفر جائز نہیں جب تک اس کے ساتھ اس کا بیٹا، اس کا باپ یا خاوند یا محرم نہ ہو۔ [مسلم]

نوٹ: مزید تفصیل کے لیے فتاویٰ اہلحدیث از محدث روپڑیؒ ملاحظہ فرمائیں ج ۲، ص ۳۴۸]

آیات سے اخذ شدہ مسائل:

1۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے زمین پر تعمیر ہونے والا سب سے پہلا گھر بیت اللہ ہے۔

2۔ مسجد اقصیٰ بیت اللہ کی تعمیر کے چالیس سال بعد تعمیر کی گئی۔

3۔ بیت اللہ اور مکہ یہ مقام امن ہیں ان میں شکار کرنا یا اس کو بھگانا یا اس کو ڈرانا بھی جائز نہیں۔

4۔ بیت اللہ میں اگر کوئی قصاص میں مطلوب شخص داخل ہو جائے تو اس کو بیت اللہ کے اندر قتل کرنا یا اس پر حد لگانا جائز نہیں بلکہ اس کو یہاں سے نکلنے پر مجبور کردیا جائے گا۔

5۔ حج مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد اور صاحب استطاعت (جس کے پاس زادراہ سواری اور سفر کی طاقت موجود ہو) پر فرض ہے۔

6۔ جسمانی طور پر سفر کی طاقت نہ رکھنے والے کے لیے حج بدل کروانا (کسی دوسرے کو حج کروانا) جائز ہے۔

7۔ حج بدل کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے فریضہ حج سے سبکدوش ہو چکا ہو۔

8۔ عورت خاوند یا محرم کے بغیر سفر حج پر نہیں جاسکتی۔

9۔ خاوند یا محرم کسی شرعی عذر کی بنا پر سفر حج پر اگر نہیں جاسکتے تو عورت کسی با اعتماد جماعت یا قافلے کے ساتھ سفر کرسکتی ہے۔ ☆☆......☆☆

صحیح بخاری و صحیح مسلم غیروں کی نظر میں

ابو عبد الناصر خالد مرتضی ...... مدیر جامعہ محمدیہ اہل حدیث بستی توحید آباد

صحیح بخاری و صحیح مسلم قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتابیں ہیں۔ جیسا کہ ائمہ محدثین، محققین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں: کہ بخاری و مسلم کے صحیح ہونے پر امت کا اجماع ہے اور ان دونوں کی حدیثوں پر عمل کرنا واجب ہے۔

[تہذیب الاسماء والصفات ۱/۷۳]

امام الحرمین الجوینی فرماتے ہیں: جو انسان قسم کھائے کہ بے شک جو حدیث بخاری و مسلم میں ہے اور بخاری مسلم نے اس پر صحیح کا حکم لگایا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے تو اگر وہ آپ کا قول نہ ہو تو میری بیوی کو طلاق ہے تو اس کو طلاق نہیں ہوگی۔ کیونکہ بخاری و مسلم کی احادیث کے صحیح ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

[تدریب الراوی ۱/۱۳۱ الشرح مسلم للنووی ۱/۱۹]

یہی بات حافظ ابو نصر سجزی وائلیؒ نے صحیح بخاری کے بارے میں اہل علم فقہاء سے نقل کی ہے۔ [علوم الحدیث لابن الصلاح: ۲۲]

اس کے باوجود بعض حمقاء و جہلاء صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث کی شان گھٹانے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روایات پر اعتراض ھباء منثورا کی حیثیت رکھتا ہے، ان دونوں کتابوں کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔ ان دونوں کو امت کی تلقی بالقبول حاصل ہے۔ کتاب اللہ کے بعد انہیں صحیح ترین کتابیں ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ دونوں عصمت میں حریم ہیں، ان کی تمام احادیث صحت و ثبوت میں قطعی ہیں۔

<u>صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث کا مقام غیروں کی نظر میں ملاحظہ فرمائیں</u>

<u>1۔ امام احناف علامہ زیلعی حنفیؒ لکھتے ہیں:</u>

حفاظ حدیث کے نزدیک اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث وہ ہے جس پر بخاری و مسلم متفق ہیں۔ [نصب الرایہ ص ۳۴۱ ج ۱]

یہی بات علامہ ابن ترکمانی حنفیؒ نے (الجوہر النقی ص ۳۸۴ ج ۱۰) میں علامہ عینی حنفیؒ نے (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص ۱۱۵ ج ۶ میں کہی ہے)

<u>2۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:</u>

اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع مافیھما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع وانھما متواتران الی مصنفیھما وانہ کل من یھون امرھما فھو مبتدع غیر سبیل المؤمنین۔ [حجۃ البالغہ ص ۱۳۳، ج ۱]

"یعنی بخاری اور مسلم کے متعلق تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ جو کچھ ان دونوں میں مرفوع متصل ہے وہ یقیناً صحیح ہے اور یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفوں تک بالتواتر ثابت ہیں اور جو شخص بخاری اور مسلم کی شان کی تخفیف و توہین کرے وہ بدعتی ہے اور ایمان والوں کے خلاف راستہ کی پیروی کرنے والا ہے۔"

نیز لکھتے ہیں: کہ ایک صالح شخص نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ محمد بن ادریسؒ کی فقہ میں تو مشغول ہے اور میری کتاب کو تو نے چھوڑ رکھا ہے اس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی کتاب کونسی ہے تو آپؐ نے فرمایا: "صحیح بخاری" اور مجھ کو اپنی زندگی کی قسم ہے کہ صحیح بخاری کو شہرت اور مقبولیت ایسی حاصل ہوئی کہ اس سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتی۔

[حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۷۹ مترجم اردو]

<u>3۔ صحیح بخاری کے شارح علامہ احمد علی سہارنپوری حنفیؒ</u>
<u>مقدمہ صحیح بخاری ص ۴ پر لکھتے ہیں:</u>

اجمعت الامۃ علی صحۃ ھذین الکتابین ووجوب العمل باحادیثھما

یعنی بخاری اور مسلم کے صحیح اور واجب العمل ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے۔ مقدمہ فیض الباری ص ۳۵۰ پر لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم کی احادیث قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں۔" وھو الرائی "یہی رائے درست ہے۔

مزید لکھتے ہیں: کہ علمائے امت کا اتفاق ہے کہ کتب حدیث سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری پھر مسلم ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ

ان دونوں میں صحیح بخاری صحت میں بڑھ کر ہے اور زیادہ فوائد کی جامع ہے

[مقدمہ صحیح بخاری ص۴]

4۔ علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

"اتفق علماء الشرق والغرب علی انه لیس بعد کتاب الله تعالیٰ اصح من صحیحی البخاری ومسلم۔"

[عمدۃ القاری ص۵ ج۱]

یعنی مشرق اور مغرب کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ کی [illegible] مجید [illegible] بعد بخاری و مسلم سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے

نیز لکھتے ہیں: صحیح بخاری میں راویوں کی ایک جماعت [illegible] کہا ہے تو یہ جرح اس پر محمول ہے کہ امام بخاریؒ کی شرط پر وہ ثابت نہیں ہے کیونکہ جو جرح مفسر نہ اور اس کا سبب بھی بیان نہ ہو وہ جمہور کے نزدیک ثابت نہیں ہوتی۔ [عمدۃ القاری ص۸ ج۱]

5۔ ترجمان مسلک احناف علامہ عبدالحیٰ حنفیؒ لکھتے ہیں:

وکتابا هما اصح الکتب بعد کتاب الله تعالیٰ هذا مما اتفق علیه المحدثون شرقا وغربا ان صحیح البخاری وصحیح مسلم لانظیر لهما فی الکتب۔ [ظفر الامانی: ص۸۵]

''یعنی قرآن مجید کے بعد بخاری اور مسلم سب کتابوں سے زیادہ صحیح ہیں۔ شرق وغرب کے تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح [illegible] کی نظیر اور کتابوں میں نہیں۔''

6۔ علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی فرماتے ہیں:

کہ سب سے پہلے جس نے صرف احادیث صحیحہ کو جمع فرمایا ہے وہ امام بخاریؒ ہیں پھر انکے نقش قدم پر امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم کو جمع فرمایا یہ دونوں کتابیں مصنفات حدیث میں سب سے زیادہ صحیح ہیں۔

[فتح الملهم شرح مسلم ص ٥٤]

7۔ مولانا ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کو تلقی بالقبول امت حاصل ہے یہ دونوں صحیح ترین کتابیں ہیں۔ جمہور کا اتفاق ہے کہ صحیح بخاری ارجح و اصح ہے۔ [مرقاۃ ص۱۶، ج۱]

8۔ محترم انور شاہ کاشمیری دیوبندیؒ کے غالی اور متعصب شاگرد لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ کہ امام بخاری کی شخصیت اتنی بلند و برتر ہے کہ ہم نے یا ہم سے قبل دوسروں نے ان پر یا ان کی ''صحیح'' و دیگر تالیفات پر جتنا بھی نقد کیا ہے اگر اس سے بیس گنا مزید بھی کر دیا جائے تو اس تمام سے بھی امام بخاریؒ کی بلند شخصیت یا صحیح بخاری کی عظمت مجروح نہیں ہو سکتی۔

[مقدمه انوار الباری ص ٥٢، ج ٢ بحواله اللمحات الی مافی انوار الباری من الظلمات ص ١٠]

نیز لکھتے ہیں: فخر موجودات کی بلند پایہ احادیث کو امام بخاریؒ نے جس حسن و خوبی اور صحت و اہتمام کے ساتھ مرتب فرمایا ہے اس کی نظیر اول آخر میں نہیں ہے۔ [انوار الباری]

مزید لکھتے ہیں: ایک ''نسخۂ شفاء'' مصائب و مشکلات کے وقت علماء کرام نے بخاری شرف پڑھنے کا معمول رکھا ہے اور یوں بھی پڑھے تو سرور کائنات سے شرف ہم کلامی کی برکت حاصل ہو۔ سنیے تو مبارک ارشادات کے انوار سے منور ہوئے گھر میں رکھے تو خیر و برکت کا عظیم سرمایہ دین و دنیا کی سب سے بڑی عزت و سعادت اور قابل فخر دولت ہے

[بحوالہ اللمحات: ۳۰]

9۔ جناب مولانا محمد طیب صاحب دیوبندی دار العلوم دیوبند فضل الباری شرح صحیح البخاری کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"بخاری اصح الکتب بعد کتاب الله"

یعنی قرآن کریم کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری شریف ہے۔

10۔ محترم عبدالقیوم حقانی دیوبندی لکھتے ہیں:

"بخاری اصح الکتب بعد کتاب الله" [صحبتی با اهل حق ص ٣٠٤]

یعنی کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری شریف ہے۔

11۔ انور شاہ کاشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

شعرانی نے لکھا ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے اپنے ساتھیوں کی موجودگی میں آپؐ کے سامنے بخاری پڑھی ہے۔ پھر ان ساتھیوں کے نام لیے ان میں ایک حنفی بھی تھا۔ [فیض الباری ص۲۰۴ ج۱]

12۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندیؒ کہتے ہیں:

کہ راؤ عبداللہ دیوبندی جو دیوبندیوں کے نزدیک بڑے مرتبے والے انسان تھے۔ ان سے دار العلوم دیوبند کے بانی قاسم نانوتویؒ نے کہا تھا میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں دونوں جہان کے بادشاہ رسول اللہؐ کے سامنے بخاری پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

[ارواح ثلاثہ ص۲۷۲ حکایت نمبر ۲۵۴]

13۔ مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب فرماتے تھے کہ تین کتابیں ہیں۔ ایک کلام اللہ، ایک بخاری شریف، ایک مثنوی شریف کہ ان کا کسی سے احاطہ نہیں ہوگا۔ بخاری شریف کے تراجم کی دلالت کہیں خفی کہیں جلی بیچ یہ ہے کہ اس کا کسی سے احاطہ نہ ہوسکا۔ ایسے ہی قرآن کریم اور مثنوی شریف کا بھی۔ [ارواح ثلاثہ ص ۲۸۶]

14۔ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کاشمیری بخاری و مسلم کی احادیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

کہ حافظ ابن الصلاح وحافظ ابن حجرؒ وعلامہ ابن تیمیہ "شمس الائمہ سرخسیؒ وغیرہ "اجل محدثین وفقہاء" کا اس پر اتفاق ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی سب حدیثیں حجت کے لیے قطعی ہیں اور ان اجلہ اصحاب الحدیث و محققین کا فیصلہ میرے نزدیک بالکل درست فیصلہ ہے۔

[فیض الباری ص ۴۵ ج ۱]

15 مولانا عبدالحق حقانی دیوبندی دہلوی لکھتے ہیں:

اس حدیث کو قولی تب کہیں گے کہ جب اس کے راوی قوی ہوں گے "علی ھذا القیاس"۔ جس حدیث کے جس قدر معتبر اور قوی راوی ہوں گے اس قدر وہ حدیث قوی ہوگی اسی لیے حدیث کی کتابوں میں صحیح بخاری سب سے قوی اور معتبر ہے اس کے بعد صحیح مسلم۔

[عقائد الاسلام ص ۱۰۰]

16۔ جناب مولانا سرفراز صفدر صاحب حیاتی دیوبندی لکھتے ہیں:

امت کا اس پر اجماع واتفاق ہے کہ بخاری و مسلم دونوں کی تمام روایتیں صحیح ہیں۔ [حاشیہ احسن الکلام ص ۱۸۷، ج ۱]

نیز لکھتے ہیں: بخاری و مسلم اور موطا کی سند پر کسی کو کلام اور جرح کرنے کا حضرات محدثین کے نزدیک حق نہیں پہنچتا۔ [تمرید النواظر ۱۵۷]

17۔ مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری رقمطراز ہیں:

مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری دیوبندی صحیح بخاری کے بارے میں محمد زکریا صاحب دیوبندی کا نظریہ لکھتے ہیں جمہور کا مسلک یہ ہے کہ سب سے مقدم بخاری ہے بلکہ تقریباً سارے ہی مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے۔ [سوانح عمری شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب ۳۵۰]

18۔ مولانا محمد تقی عثمانی دیوبندی فرماتے ہیں:

یہ ثابت ہوا کہ طبقہ اولیٰ کی ان کتابوں میں صرف بخاری و مسلم ایسی ہیں کہ انہیں نفس الامر کے اعتبار سے بھی مجرد کہا جاتا ہے اور جو حدیث ان میں نظر آئے اسے بے کھٹکے صحیح کہتے ہیں۔ [درس ترمذی ص ۶۸۰ ج ۱]

19۔ ترجمان دیوبند القاسم کا بیان:

صحیح بخاری کو امت اسلامیہ میں جو پذیرائی ہوئی اس کا اندازہ ترجمان دیوبند القاسم کے درج ذیل بیان سے صاف واضح ہو جاتا ہے۔ صحیح بخاری عجیب شان کی کتاب ہے اور اسے اللہ نے عجیب وغریب قبولیت بخشی ہے۔ ہر عالم وعامی قرآن کے بعد جب نظر اٹھاتا ہے تو صحیح بخاری پر سب سے پہلے نظر پڑتی ہے۔ تقریباً ایک ہزار سال سے دنیائے اسلام میں اس کتاب کو کتاب اللہ کے بعد جو فوقیت اور ارجعیت حاصل رہی ہے اس کی بھاری بھرکم حیثیت اور اس کے مؤلف کی عظیم شخصیت اسلامی تاریخ پر چھا گئی۔

[القاسم ۱۳۳ اکتوبر ۱۹۶۱ء بحوالہ نور العینین ۱۸]

20۔ امام احمد رضا خان بریلویؒ لکھتے ہیں:

"اجل واعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے۔ بعض جہال بدمست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی یا بدست کے احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے پھر کہاں قول پھر کہاں حکایت فعل، پھر کجا لچر کجا صحیح ہر طرح یہی واجب العمل اسی کو ترجیح...... مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے، کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرار لاتے یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں۔ [احکام شریعت: ص ۶۲، ۶۳]

21۔ جناب عبدالسمیع بریلوی رام پوری لکھتے ہیں:

صحیحین کی حدیث نسائی وغیرہ کل محدثوں کی احادیث پر مقدم ہے کیونکہ اوروں کی حدیث اگر صحیح بھی ہوگی تو صحیحین اس سے صحیح اور قوی تر ہوگی۔ [انوار ساطعہ ص ۱۴۱]

22۔ محترم جناب عبدالقوی قادری لکھتے ہیں:

علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی جملہ کتب میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم صحیح ترین ہیں۔ صحاح ستہ میں پہلا صحیح ترین مجموعہ صحیح بخاری ہے۔ [مفتاح النجاح ص ۳۵]

☆ ☆ ☆

7 ستمبر 1974ء تحریک ختم نبوت کا روشن ترین دن

محمد ایوب چنیوٹی...... ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع چنیوٹ

قسط نمبر: 1

قادیانی اپنے عقائد ونظریات کی رو سے کافر تو تھے ہی مگر باقاعدہ فتویٰ کفر سب سے پہلے علماء اہلحدیث نے دیا تھا۔ سفیر ختم نبوت مولانا محمد حسین بٹالوی نے قادیانی عقائد پر مشتمل ایک استفتاء تیار کر کے میاں نذیر حسین محدث دہلوی کی خدمت عالیہ میں حصول جواب کے لیے بھیجا گیا۔ سید صاحب نے کفریہ عقائد کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ لگایا اور اسے اس کے پیروکاروں سمیت دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ اس کے بعد مولانا بٹالویؒ نے ہندوستان بھر کا دورہ کر کے تقریباً دو صد علمائے کرام سے تائیدی دستخط کروائے۔ تقریباً 82 صفحات پر مشتمل کتابی شکل میں اسے شائع کیا۔

یہ 1892ء کی بات ہے، مرزا غلام احمد قادیانی اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ''مولوی ابوسعید احمد حسین جس نے یہ فتویٰ تکفیر لکھا اور میاں نذیر حسین دہلوی کو کہا کہ سب سے پہلے اس پر مہر لگا دے اور میرے کفر کی نسبت فتویٰ دے دے اور تمام مسلمانوں میں میرا کافر ہونا شائع کر دے۔ مولوی محمد حسین جو اول المکفرین بانی تکفیر کے وہی تھے اور اس آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے تمام ملک میں سلگانے والے میاں نذیر حسین دہلوی تھے'' [تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن ج 17 ص 215]

دوسری جگہ پر مرزا قادیانی لکھتا ہے۔ ''اول المکفرین ہیں اور مقلدین ان کے اتباع ہیں'' [نشانی آسمانی روحانی خزائن ج 4 ص 379]

علامہ اقبالؒ کا مطالبہ:

قادیانیوں کے مسلمانوں سے الگ عقائد کی وجہ سے علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے بھی مطالبہ کیا کہ ان کو ایک الگ قوم قرار دیا جائے۔ قیام پاکستان کے بعد سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے کا مطالبہ اہلحدیث کے جید عالم دین مولانا محمد حنیف ندویؒ نے کیا تھا۔ ان کے مضامین ''ہفت روزہ الاعتصام'' میں چھپتے تھے، اب وہ ''مرزائیت نئے زاویوں سے'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہیں۔

کتاب مذکور کے ص 149 پر رقمطراز ہیں کہ ہمارا روئے سخن دراصل حکومت کی طرف ہے کہ پاکستان میں مرزائیوں کو حکومت سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ انہیں اقلیت کا درجہ دیا جائے۔ اسی کتاب کے صفحہ نمبر 145 پر فرماتے ہیں کہ انہیں اقلیت کی حیثیت سے آئندہ دستور میں جگہ دی جائے۔ نیز لکھتے ہیں ''چوہدری ظفر اللہ کے موجودہ اثر ورسوخ سے الگ ہو کر انہیں سوچنا چاہیے کہ ان کا حقیقی فائدہ کس بات میں مضمر ہے؟ کیونکہ جلد یا بدیر چوہدری ظفر اللہ کا یہ اثر بہر آئندہ ان سے چھننے والا ہے؟ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ بڑی سے بڑی ملازمتیں بھی کسی گروہ کے لیے کوئی تحفظ نہیں ہوتیں۔ حقیقی تحفظ یہ ہے کہ پاکستان کے دستور میں انکے لیے مخصوص اقلیت کی حیثیت سے جگہ ہو'' [مرزائیت نئے زاویوں سے ص 140]

آگے فرماتے ہیں ''ہم اس کے لیے تیار ہیں کہ انہیں ایک اقلیت سمجھیں اور ان سے اسی طرح کا برتاؤ کریں جس طرح کا اقلیت سے کرنا چاہیے۔ لیکن ہم اس پر آمادہ نہیں کہ انہیں اسلام کے نام پر ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقع دیں۔ [مرزائیت نئے زاویوں سے ص 142]

مزید ایک جگہ فرماتے ہیں: ''ہماری رائے میں خود قادیانیوں کو اس بات پر اصرار نہیں کرنا چاہیے کہ وہ مسلمانوں کی ایک شاخ ہیں۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ رشتہ داری کو ممنوع گردانتے ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور ان کے جنازوں میں شریک نہیں ہوتے۔ لہٰذا خود ان کے لیے یہی مناسب ہے کہ یہ ایک الگ قوم کی حیثیت سے پاکستان میں رہیں۔ اقلیت کی یہ رعایت بھی ان کے لیے بس ایک ناگزیر رعایت ہے جو حالات کی مجبوریوں سے دی گئی ہے ورنہ خالص اسلامی طرز عمل تو وہ ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے مقابلے میں اختیار کیا۔

[مرزائیت نئے زاویوں سے ص 144]

1974ء کی تحریک ختم نبوت کا پس منظر یہ ہے کہ سقوط مشرقی پاکستان کے بعد قادیانی یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ بس آج اور کل والی بات ہے، خاص سازش کے تحت فوج میں ہزاروں قادیانی بھرتی کیے گئے۔ ائیر مارشل ظفر چوہدری (قادیانی) کی پلاننگ کی وجہ سے پاک فضائیہ پر قادیانی مکمل طور پر قابض ہو گئے۔

(انہی دنوں ربوہ میں قادیانیوں کے سالانہ جلسہ کے موقع پر

قادیانی خلیفہ کو ہوائی جہازوں کے ذریعے سلامی دی گئی یعنی عین جلسہ کے وقت جہاز جھک کر گزرے) بھارت، روس، اسرائیل نے دوسری اسلام دشمن طاقتوں سے گٹھ جوڑ کر کے ملک میں فوجی انقلاب کے ذریعے باقاعدہ حکمرانی کے منصوبے بنائے جانے لگے۔ ان کے حوصلے اس قدر بڑھ گئے تھے کہ چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے بیرون ملک ایسی میٹنگیں کرنا شروع کر دیں کہ احمدی ریاست بن جانے کے بعد پاکستان کا نظام مملکت کیا ہوگا؟

انہی دنوں لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس موقعہ پر عالم اسلام کے مقتدر زعماء کے ہاتھ اسرائیل اور ربوہ کے باہمی مراسم کا دستاویزی ثبوت میسر آیا۔ شاہ فیصل مرحوم نے اپنے میزبان وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو سے سخت احتجاج کیا۔ بھٹو نے انہیں یقین دلایا کہ وہ بہت جلد موثر کر کے قادیانیوں کے سیاسی حیثیت ختم کر دیں گے جس کے نتیجے میں عالم اسلام ان کی خطرناک ریشہ دوانیوں سے محفوظ ہو جائے گا

22 مئی 1974ء نشتر میڈیکل کالج ملتان کے کچھ طلباء شمالی علاقہ جات کی سیر و تفریح کے لیے بذریعہ چناب ایکسپریس ملتان سے پشاور کے لیے روانہ ہوئے۔ جب یہ گاڑی چناب نگر (سابقہ نام ربوہ) ریلوے سٹیشن پر رکی تو چند قادیانی نوجوانوں نے گاڑی کے اندر قادیانی لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ طلباء ارتدادی لٹریچر کی تقسیم برداشت نہ کر سکے چنانچہ انہوں نے ''ختم نبوت زندہ باد اور مرزائیت مردہ باد'' کے نعرے لگانے شروع کر دیے، گاڑی روانہ ہوگئی۔ قادیانیوں کے لیے یہ صورت پریشان کن اور ناقابل برداشت تھی کیونکہ ان دنوں ربوہ ایک بند شہر اور ریاست کے اندر ریاست والا معاملہ تھا۔ قادیانی نام نہاد خلیفہ (مرزا ناصر احمد) مطلق العنان حکمران تھا ان کے حکم کے بغیر چڑیا بھی نہ پر مار سکتی تھی بمکمل ان کا اپنا نظام حکومت تھا۔ اندریں حالات مسلم طلباء کی نعرے بازی برداشت کرنا گویا ان کے لیے زہر کا پیالہ پینے والی بات تھی۔ چنانچہ انہوں نے واپسی پر طلباء کو سبق سکھانے کا پروگرام بنایا۔ 29 مئی کو پشاور سے ملتان کے لیے گاڑی روانہ ہوئی، جب گاڑی ربوہ ریلوے سٹیشن پر رکی تو ہزاروں کی تعداد میں مسلح قادیانی غنڈوں نے مرزا طاہر (بعد میں چوتھا خلیفہ بنا) کی سربراہی میں نہتے طلباء پر حملہ کر دیا۔ ایک ایک سٹوڈینٹ کو گاڑی سے نکال کر تشدد کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ وحشیانہ تشدد کی وجہ سے طلباء خون سے نہا گئے۔ یونین کے صدر کو اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہو گیا، قادیانی غنڈے مار رہے تھے اور ساتھ ساتھ احمدیت زندہ باد، محمدیت مردہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ یہاں سے 1974ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوتا ہے۔ قادیانیوں کی غنڈہ گردی کی خبر پورے ملک میں جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی ہر جگہ ختم نبوت کے پروانے حرکت میں آ گئے۔ جلسے، جلوس، مظاہرے شروع ہو گئے، پورے ملک میں گلے محلے کی سطح تک تحریک پھیل گئی۔ قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کا غیض و غضب قابو سے باہر تھا۔ ہر مقام پر قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا اور ان کے مکانات و دکانات کو نذر آتش بھی کر دیا گیا۔ بعض مقامات پر قادیانیوں کی فائرنگ کی وجہ سے بعض مسلمان شہید بھی ہوئے۔ حالات حکومت کے کنٹرول سے باہر ہو گئے ہڑتالوں نے حکومت کو پریشان کر دیا 14 جون کی ہڑتال اتنی زبردست تھی کہ اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ جس نے حکومت کو ہلا کر رکھ دیا۔ کئی رضا کار پابند سلاسل ہوئے، لاٹھی چارج کیا گیا۔ بعض مذہبی رسائل و جرائد جو تحریک کے ترجمان تھے ان کے ڈیکلیریشن منسوخ کیے گئے۔ ان دنوں پنجاب کے وزیراعلیٰ حنیف رامے تھے، مرزائی تو نہ تھے مگر مرزائی نواز ضرور تھے۔ انہوں نے تحریک کو ٹھنڈا کرنے کی بہت کوشش کرتے ہوئے امت مرزائیہ کا بہت دفاع کیا۔ خانیوال میں تو اس نے دوران تقریر یہاں تک کہہ دیا کہ مولویوں کو مار مار کر ان کے پیٹوں سے حلوہ نکال دوں گا۔ مگر مطالبہ مانے بغیر فدایان ختم نبوت کے جذبات کو ٹھنڈا کرنا حکومت کے بس میں نہ تھا۔ مجاہدین ختم نبوت ﷺ تحفظ ختم نبوت کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے میدان میں تھے۔ حکومتی جبر ان کے پائے استقامت میں ذرا بھی ڈگمگاہٹ پیدا نہ کر سکا۔ بلکہ ان کا عزم جوان تھا اور زبانوں پر یہ کلام نہ تھا۔

توڑیں گے ہر لات دجل جھوٹے نبی کا
پابوس ہر اک مسجد ضرار کریں گے
سو بار بھی گر ہم کو ملے زیست کی نعمت
قربان شہ کونین پر ہر بار کریں گے
اس دور میں ہو جرم اگر عشق محمد ﷺ
اس جرم کا اقرار سو بار کریں گے

مسلمانوں کا جذبہ حب رسول ﷺ دیکھ کر بعض قادیانی حلقہ بگوش اسلام بھی ہوئے۔ اس عظیم تحریک میں ملک کی تمام چھوٹی بڑی مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے بھرپور حصہ لیا۔ جن میں سے چند یہ ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت	جمعیت علمائے اسلام
جمعیت علمائے پاکستان	مجلس احرار
جماعت اسلامی	مسلم لیگ

پاکستان جمہوری پارٹی سابقہ شاندار روایات کے مطابق اہل حدیث بھی کسی طرح اس تحریک سے پیچھے نہیں تھے بلکہ ہر معاملہ میں پیش

پیش تھے۔ نمایا شخصیات یہ تھیں۔ سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ "مولانا معین الدین لکھوی، مولانا محمد اسحاق چیمہ، شیخ محمد اشرف، مولانا محمد صدیق مولانا شریف محمد اشرف، مولانا عبدالرحیم اشرف، شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید (قادیانی محاسبہ کمیٹی کے ممبر تھے) جماعت کے حاتم طائی میاں فضل الحق مجلس تحفظ ختم نبوت کے خازن تھے۔ ملک میں عوامی احتجاج کی وجہ سے پنجاب گورنمنٹ نے سانحہ ربوہ کی عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا۔ چیف جسٹس سردار محمد اقبال نے جسٹس کے ایم صمدانی کو تحقیقاتی افسر مقرر کیا۔ انہوں نے ربوہ کا دورہ کیا، قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد نے جسٹس صمدانی کو قصر خلافت میں مدعو کیا انہوں نے صاف انکار کر دیا، بلکہ ملاقات سے بھی انکار کر دیا۔ چیف جسٹس موصوف نے دورہ ربوہ کے موقع پر ان گستاخوں کے شہر سے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ بلکہ وہ خورد و نوش کا سامان اپنے ساتھ رکھتے تھے اس کے بعد یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں پہنچ گیا۔ برطانوی گماشتہ سر ظفر اللہ خان نے بیرون ملک دورے کر کے بیرونی حکمرانوں کے ذریعے حکومت پاکستان پر پریشر ڈلوانا شروع کر دیا اور دنیا بھر میں شور مچایا کہ عالمی ادارے قادیانیوں کی مدد کریں۔ ادھر نام نہاد قادیانی خلیفہ نے ربوہ کی دیواروں پر اپنا جعلی اور من گھڑت الہام لکھوا دیا یعنی:

''خدا اپنی فوجوں کے ساتھ آ رہا ہے''

لیکن نہ قادیانی خدا آیا نہ اس کی فوجیں آئیں، ادھر اسمبلی میں کاروائی میں شروع ہوئی، قومی اسمبلی کو ہی خصوصی کمیٹی قرار دیا گیا۔ قادیانی ربوہ گروپ کی طرف سے مرزا ناصر احمد کے ساتھ چار مزید افراد یہ تھے۔

(۱) مرزا طاہر احمد (۲) ابوالعطاء جالندھری (۳) شیخ محمد احمد (۴) مولوی دوست محمد شاہد مورخ تاریخ احمدیت۔ جبکہ مرزائی لاہور گروپ کی طرف سے ان کے امیر صدر الدین لاہور کے ساتھ دیگر اراکین یہ تھے۔ عبدالمنان عمر لاہوری (یہ قادیانیوں کے پہلے خلیفہ حکیم نور دین کا بیٹا تھا جسے ربوہ گروپ نے اس خدشہ کے پیش نظر کہ یہ خلافت کا امیدوار نہ بن جائے اس کو بہت تنگ کیا جس کی وجہ سے یہ لاہوری گروپ سے مل گیا) مسعود بیگ لاہور اور مرزا محمد سلیم اختر آخر الذکر نے لاہوری گروپ کا کیس تیار کیا تھا۔ جو اسمبلی میں انہوں نے پیش کیا تھا اور حوالے پیش کرنے کا کام بھی اس کے ذمہ تھا۔ بعد میں قادیانیت ترک کر کے مسلمان ہو گیا تھا۔

طے یہ پایا کہ قومی اسمبلی میں کاروائی کو خفیہ رکھا جائے گا مرزا ناصر احمد نے خطبہ جمعہ کے خطاب کے اندر کہا کہ جس دن قومی اسمبلی کے سارے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی بنی اس بات نے کہ اجلاس خفیہ ہو گا مجھے پریشان کر دیا اور میں نے بڑی دعائیں کیں یہ بھی دعا کی کہ اے خدا خفیہ اجلاس ہے پتہ نہیں ہمارے خلاف کیا تدبیر کی جائے بتا میں کیا کروں اور صبح اللہ تعالیٰ نے بڑے پیارے مجھے یہ کہا: "وسع مکانک انا کفینٰک المستھزئین" کہ ہمارے مہمانوں کا تم خیال کرو اور اپنے مکانوں میں مسلمانوں کی خاطر وسعت پیدا کرو اور یہ جو منصوبے جماعت کے خلاف ہیں منصوبوں کے دفاع کے لیے تیرے لیے ہم کافی ہیں، تو تسلی ہو گئی۔

[الفضل 11 دسمبر 1974ء]

(یاد رہے کہ خفیہ کاروائی پر قادیانیوں نے کہا کہ اگر کاروائی کھلے عام ہوتی تو بہت سارے لوگ قادیانی ہو جاتے۔ اٹارنی جنرل نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ مسلمان قادیانی نہ ہوتے بلکہ ان کی گستاخی اور توہین آمیز گفتگو سن کر ان کو قتل کر دیتے) اسمبلی کی کاروائی میں اہلحدیث کے نامور سپوت مناظر اسلام بے باک خطیب بہترین ادیب مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوریؒ کی علمی خدمات سنہرے حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ اٹارنی جنرل کی طرف سے مرزائیوں سے کیے گئے سوالات میں سے اکثر وہ تھے جنہیں حضرت کمیر پوریؒ نے بڑی محنت سے تیار کیا تھا۔

☆..........☆..........☆ [جاری ہے]

ضرورت رشتہ

ایک لڑکی جسکی عمر تقریباً 22 سال ہے رنگ گندمی (ترجیحاً شیخ فیملی) حافظہ، فاضل درس نظامی، فاضل عربی، مقررہ، وفاق المدارس عالیہ کے امتحانی بورڈ میں پہلی پوزیشن اور وفاق المدارس خاصہ کے امتحانی بورڈ میں دوسری پوزیشن اور میٹرک کے امتحانی بورڈ میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہیں۔ ابھی زیر تعلیم (بی اے آنرز) لاہور کالج پارٹ ٹائم ٹیچر مدرسہ وسن پورہ۔ [محمد ادریس رابطہ نمبر: 0332-4081372]

خوشخبری

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے انگلش، ریاضی اور عربی، مضامین کی حل شدہ امتحانی مشقیں، نوٹس، گیس پیپرز اور سابقہ پرچہ جات حل شدہ دستیاب ہیں۔ [محمد عباس طور ٹیوٹر نذیر ٹاؤن گلی نمبر 1 تاندلیانوالہ فیصل آباد 0333-8382427]

قرآن اور صاحب قرآن کانفرنس

7 ستمبر بروز منگل بعد نماز تراویح جامع مسجد اقصیٰ اہلحدیث کوٹ حاجی سلیمان۔ نزد عادل پھاٹک تحصیل چونیاں ضلع قصور میں ''قرآن اور صاحب قرآن کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں قاری نیاز الرحمن صدیقی، حافظ محمد عثمان شاکر خطیب اعظم سمندری و دیگر قارئین خطاب ارشاد فرمائیں گے۔ [منجانب: قاری عبدالحنان اسد ربانی 0301-4039518]

اعتکاف اور لیلۃ القدر

عبدالرشید عراقی

انسان کی جبلت میں یہ بات موجود ہے کہ جب بھی اسے کوئی پریشانی یا مشکل پیش آتی ہے تو وہ تنہائی کو پسند کرتا ہے اور تنہائی ہمیشہ سکون و راحت کا سبب بنتی ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جس میں یکسوئی اور خلوت کو خصوصی مقام حاصل نہ ہو۔ ہر زمانے میں لوگ غاروں میں تزکیہ نفس کے حصول کے لیے چلہ کشی کرتے رہے ہیں، اسلام نے تارک الدنیا ہو کر رہبانیت اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی۔ البتہ اس فطری ضرورت کا لحاظ کیا اور روحانی بلندیوں کے حصول کے لیے اعتکاف کی ترغیب دی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو فوت کر لیا۔ آپ ﷺ کی رحلت کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں۔[بخاری و مسلم]

ایک دوسری حدیث جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف فرماتے تھے۔ جس سال آپ ﷺ نے انتقال فرمایا اس سال آپؐ نے بیس دن اعتکاف کیا۔[صحیح بخاری]

اعتکاف رمضان کے فوائد اور مقاصد کی تکمیل کے لیے ہے اگر روزہ دار کو رمضان کے پہلے حصے میں وہ سکون قلب، جمعیۃ باطنی، فکر و خیال کی مرکزیت، انقطاع الی اللہ کی دولت، رجوع الی اللہ کی حقیقت اور اس کے در رحمت پر پڑے رہنے کی سعادت حاصل نہیں ہو سکتی تو وہ اس اعتکاف کے ذریعہ اس کا تدارک کر سکتا ہے۔ ارکان اربعہ ص ۲۹۴]

حافظ ابن قیمؒ (م ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں: ''اعتکاف کی روح اور اس سے مقصود یہ ہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے اور اس کے ساتھ جمعیت باطنی حاصل ہو، انشغال بالخلق سے رہائی نصیب ہو، اور انشغال بالحق کی نعمت میسر آئے اور یہ حال ہو جائے کہ تمام افکار و ترددات اور ہموم و وساوس کی جگہ اللہ کا ذکر اور اس کی محبت سے ہر فکر اس کی فکر میں ڈھل جائے اور ہر احساس و خیال اس کے ذکر و فکر اور اس کے رضا و قرب کے حصول کی کوشش کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے۔ مخلوق سے انس کی بجائے اللہ سے انس پیدا ہو اور قبر کی وحشت میں جس میں اس کا کوئی غم خوار نہ ہو گا یہ انس کا زاد سفر بنے یہ ہے اعتکاف کا مقصد جو رمضان کے افضل ترین دنوں یعنی آخری عشرہ کے ساتھ مخصوص ہے۔[زاد المعاد ۱/۱۷۸]

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ:

''چونکہ مسجد میں اعتکاف جمعیت خاطر، صفائی قلب، ملائکہ سے تشبہ اور شب قدر کے حصول کا ذریعہ، نیز طاقت و عبادت کا بہترین موقع ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کو عشرہ اواخر میں رکھا ہے اور اپنی امت کے محسنین و صالحین کے لیے اس کو سنت قرار دیا ہے۔[حجۃ اللہ البالغۃ ۲/۴۲]

آنحضرت ﷺ نے اس پر ہمیشہ مداومت فرمائی اور مسلمانوں نے بھی ہر جگہ اور ہر دور میں آپ ﷺ کی پیروی کی، اعتکاف میں ذکر و اذکار، تلاوت قرآن مجید میں ہمہ تن مصروف رہنا چاہیے۔

مولانا ابو الکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) فرماتے ہیں کہ:

''ہر مسلم آبادی میں چند نفوس مسلم کے لیے ضروری ہے کہ اواخر عشرہ رمضان میں مسجد کے ایک گوشہ میں شب و روز محویت، اتباع نبوی، تلاوت کلام پاک، تفکر خلق سماوات و ارض، ذکر نعم الٰہی، تذکرہ اسمائے حسنیٰ اور تحیت و تسلیم و ادائے صلوۃ میں اس طرح بسر کریں کہ ان اوقات محدودہ کا کوئی لمحہ تذکر و تفکر سے خالی نہ ہوتا کہ ان اشخاص مقدسہ کا جلوہ اس کی آنکھوں میں پھر جائے۔[ارکان اسلام: ص ۲۳۱]

اعتکاف جامع مسجد میں بیٹھنا چاہیے، عورتوں کا اپنے گھروں میں اعتکاف کرنا حدیث سے ثابت نہیں۔ معتکف قضائے حاجت کے لیے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت نہیں ہے۔

لیلۃ القدر (شب قدر):

شب قدر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: ''ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور تو کیا جانے کہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ فرشتے اور جبریل امین اس میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں یہ رات طلوع فجر تک سراسر سلامتی ہے۔[۹۷: ۱،۵]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔[صحیح بخاری]

شب قدر کے بارے میں رسول معظم ﷺ نے دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں آیا کرتی ہے۔ جس رات کے بارے میں آپ ﷺ لیلۃ القدر کی نشاندہی فرمائی۔ اس کے متعلق صحابہ کرامؓ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک کا خیال ہے کہ وہ ۲۷ویں رات تھی جبکہ دوسرے صحابی کہتے ہیں کہ وہ ۲۱ویں رات ہے۔ اس طرح پانچ راتوں کے بارے میں صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کی غالب اکثریت کا نقطہ نظر یہ ہے کہ وہ پانچ راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی آپ ﷺ کے واضح فرمان اور صحابہ کرامؓ کے اجتماعی نقطہ نظر کے باوجود بھی کچھ علماء اس بات پر مصر ہیں کہ وہ ہر صورت میں ۲۷ویں رات ہے یہ ایسی زیادتی ہے جس کی وجہ سے لوگ زندگی بھر دوسری راتوں کی عبادت سے محروم رہتے ہیں۔ [فہم الحدیث: ۱/ ۳۱۴]

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ: شب قدر میں جو شخص ایمان واحتساب کے ساتھ عبادت کرے گا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ [بخاری ومسلم]

اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس رات کی جستجو میں آخری عشرہ کی راتیں اس کے لالچ میں قیام وعبادت اور دعاومناجات میں گزاریں۔

مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) فرماتے ہیں کہ:

''ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ اس لیلۃ القدر مبارک میں رحمتوں کا طالب ہو اور اس رحمان ورحیم ہستی کے آگے سر نیاز خم کرے اور بعد خشوع وخضوع دست تضرع دراز کرے کہ خدایا۔

''رسول جو کچھ اس پر نازل ہوا، اس پر ایمان لایا اور اہل ایمان بھی ایمان لائے، سب خدا پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور بلا تفریق اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور پکار اٹھے، پروردگار تیری باتیں سنی، تیری اطاعت کا عہد باندھا، اب تیری مغفرت کے طالب ہیں اور تو ہی ہمارا مرجع ہے۔ پس اے پروردگار اگر ہم سے بھول چوک ہو یا کوئی خطا سرزد ہو جائے تو مواخذہ نہ کر ہمارے رب پہلوں کی طرح ہم کو گراں بار نہ بنا، اے ہمارے رب ہماری طاقت سے زیادہ ہم پر بوجھ نہ ڈال ہمیں معاف کر، ہمارے گناہ بخش، ہم پر اے ہمارے آقا رحم فرما اور کفار پر ہمیں غلبہ نصیب کر۔ [۲۸۶،۲۸۵،۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں جس قدر کوشش کے ساتھ عبادت کرتے اس قدر دوسری راتوں میں کوشش نہیں ہوتی تھی۔ [صحیح مسلم] ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمر کس لیتے۔ رات بھر بیدار رہتے اور اہل خانہ کو بھی جگاتے۔ [بخاری ومسلم] ☆☆☆

بقیہ موسیقی، رقص وسرود اور ناچ گانے کی شرعی حیثیت

شہاب الدین سہروردی کا قول: ناچنے اور گانے کے اجتماعات صوفیاء کے ہاں ناجائز ومردود ہیں۔ [عوارف المعارف: ۱۸۷]

نصیر الدین طرطوسی کا فتویٰ:

ان سے پوچھا گیا: بعض لوگ ایک جگہ بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اس کے بعد ایک شخص اٹھ کر اشعار گاتا ہے سب مست ہو کر رقص کرتے ہیں اور دف بجاتے ہیں تو آپ نے جواب دیا۔ اکابرین صوفیاء کے نزدیک ایسا کرنا غلط ہے۔ [کف الرعاع: ۱/ ۵۱]

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کا قول: آیات واحادیث اور فقہی روایات گانے بجانے کی حرمت میں اس قدر ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے اگر کوئی شخص ان کے جائز ہونے کی دلیل پیش کرے تو وہ ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ کسی فقیہ نے کسی زمانے میں سرود کے جائز ہونے کا فتویٰ نہیں دیا اور نہ ہی رقص کو جائز قرار دیا ہے۔

[مکتوبات، مکتوب: ۲۶۶]

موسیقی رقص وسرود کی حرمت پر فقہاء کا اجماع: امام بغویؒ شرح السنہ میں رقم طراز ہیں:

سازباجوں کے حرام ہونے پر تمام فقہائے امت نے اتفاق واجماع کیا ہے۔ [المرقاۃ: ۱۳۵۹]

انصاف آپ کیجیے!

قرآن وسنت ائمہ اربعہ اور صوفیا کے اقوال میں ان چیزوں سے سخت نفرت کا اظہار کیا ہے جبکہ مجوزین ان آثار واخبار اور اقوال سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے ہوتے ہیں ان کے پاس تاویلات اور قرآن وسنت کے ترجمے میں ہیر پھیر کے سوا کچھ نہیں۔ ☆......☆......☆

موسیقی، رقص وسرود اور ناچ گانے کی شرعی حیثیت

قسط: 2 (آخر)

حافظ عثمان فاروقی ...... مدرس دار السنہ اسلامک کالج لاہور

سنت سے دلیل:

1۔ لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف. [بخاری]

''میری امت میں ایسے لوگ ضرور ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانے باجے کے آلات کو حلال کریں گے۔''

ابن قیم" فرماتے ہیں:

''معازف ہر قسم کے گانے بجانے کے آلات کو کہا جاتا ہے۔''

[اغاثة اللهفان: ۲۶۵/۱]

2۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آخری زمانہ میں اس امت کے کچھ لوگوں کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا صحابہؓ کے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا: اتخذوا المعازف والدفوف. [اغاثة اللهفان: ۲۶۵/۱]

''وہ لوگ گانے بجانے کے آلات اور دفوں کو اپنا لیں گے۔''

علماء کے اقوال

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا فتویٰ:

شیطانی اقوال کو جو چیزیں قوت پہنچاتی ہیں ان میں سے لہو لعب اور گانے کی چیزوں کا سننا ہے۔

نیز فرماتے ہیں: ایسے لوگوں کی شیطانی طاقت بانسریاں سنتے وقت افزوں ہو جاتی ہے۔

[الفرقان بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان]

امام ابن قیم کا فتویٰ: گانا در حقیقت شیطان کا کلام ہے۔ [اغاثة اللهفان]

عبد العزیز بن باز کا فتویٰ:

گانا سننا حرام اور انتہائی برا فعل ہے...... اور جب گانے کے ساتھ موسیقی ہو مثلاً بانسری، ستار اور طبلہ وغیرہ تو حرمت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ [مجلہ دعوة شمار: ۹۰۲]

علمائے احناف کے اقوال

امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ: قرآن کی آیت جس میں مومنین کی صفت بیان کی گئی ہے: ''لایشھدون الزور'' وہ زور میں حاضر نہیں ہوتے۔ امام صاحب فرماتے ہیں: ''زور'' سے مراد گانا ہے۔

[المبسوط: ۱۳۲/۱، هدايه كتاب الشهادات: ۱۶۲/۳]

دوسرا فتویٰ: ''موسیقی سننا حرام ہے۔'' [قرطبی: ۵۵/۴۱]

امام سرخسی کا فتویٰ:

گانا گانے والے کی گواہی قبول نہیں۔ [خلاصة الفتاوىٰ: ۳۵۷/۴]

امام محمد کا فتویٰ: ''بانسری اور گانا حرام ہے۔''

امام ابن ہمام کا فتویٰ: گانا بجانا حرام ہے۔ [فتح القدير: ۳۶/۶]

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ:

ایسی قوالی جس میں سارنگیاں اور ڈھول بج رہے ہوں اس قوالی کے سب حاضرین گنہگار ہیں۔ [احکام شریعت: ۳۱۱/۱]

دیگر ائمہ علماء کے اقوال:

امام شافعی کا فتویٰ:

گانا بجانا ناپسندیدہ عمل ہے جو باطل فعل سے مشابہ ہے۔

[الام: ۳۱۱/۸]

امام احمد کا فتویٰ:

آپ کسی کے پاس آلات موسیقی دیکھتے تو چھین کر توڑ ڈالتے۔ [الامر بالمعروف والنهي عن المنكر: ۶/۴]

امام مالک کا فتویٰ:

آپ کے نزدیک یہ کام فسق و فجور میں شامل ہے۔

[تلبیس ابلیس: ۲۲۹]

علامہ ابن رشد کا فتویٰ:

گانا بجانا اور آلات موسیقی سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔ صرف نکاح کے موقع پر دف بجانے کی اجازت دی گئی ہے اور اگر دف وغیرہ پر گھنگھرو وغیرہ لٹکے ہوئے ہوں تو یہ بھی حرام ہے۔

[مواهب الجليل: ۶/۴] [بقیہ صفحہ نمبر: 17]

خطبہ جمعۃ المبارک:

جامع مسجد قدس اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں 3 ستمبر 2010ء (رمضان المبارک کا چوتھا) خطبہ جمعہ

مفسر قرآن **حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحب** ارشاد فرمائیں گے۔

[انتظامیہ مسجد ہذا]

ضرورت اساتذہ

دار العلوم تقویۃ الاسلام (مدرسہ غزنویہ) کو ابتدائی اور آخری جماعتوں میں وفاق کا نصاب پڑھانے کے لیے اساتذہ کی ضرورت ہے۔ تنخواہ معقول دی جائے گی، جس کا تعین تجربہ اور صلاحیتوں کا جائزہ لینے کے بعد کیا جائے گا۔

[ناظم دفتر دار العلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور 042-37112045/0322-4064025]

علوم عربیہ کی عظیم قدیمی درسگاہ

دار الحدیث اوکاڑا

بانیان: استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبدالجبار سلفی کھنڈیلویؒ، مولانا قاضی محمد رمضانؒ، مولانا عبدالعزیزؒ اور ان کے رفقاء موجودہ صدر الحاج انوار الحق اور میاں محمد زمان خازن۔

شعبہ جات: شعبہ کتب درس نظامی چھ سالہ کورس، شعبہ تحفیظ القرآن مع التجوید، سبعہ عشرہ قاری کی نئی تقرری، شعبہ دار الافتاء، ترجمہ کلاس، کمپیوٹر کلاس، فری ہومیو ڈسپنسری، مڈل پاس طلبہ کے لیے میٹرک، ایف اے، تک عصری تعلیم، دینی و دنیوی تعلیم کا حسین امتزاج۔

خصوصیات: مولانا عبدالرشید راشد، شیخ الحدیث کی سرپرستی میں قابل ترین اساتذہ، بخاری پڑھنے والے طلبہ کو نقد ماہانہ وظیفہ، مطالعہ کی پابندی، نماز باجماعت کی تلقین، بہتر تربیت، پرسکون ماحول، اعلیٰ خوراک و رہائش، علاج معالجہ کی فری سہولت۔

داخلہ: اپنے اور دوست احباب کے بچوں کو حفظ قرآن و دین و دنیوی تعلیم کے لیے جلد داخل کروائیں۔ سرپرست کا ساتھ آنا لازم ہے۔ تمام کلاسوں میں داخلہ ہو سکے گا۔ ان شاء اللہ

اپیل: ادارہ کے سالانہ اخراجات 18 لاکھ روپے سے زائد ہیں، زکوٰۃ و صدقات سے بھرپور تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

اکاؤنٹ نمبر: ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر 1-2518 مسلم کمرشل بینک راوی روڈ اوکاڑا

[الداعی الی الخیر: عبداللہ یوسف ناظم دار الحدیث ساہیوال روڈ اوکاڑا 0312-4403173 / 044-2521460]

الغزنوی ویلفیئر ٹرسٹ کے زیر اہتمام: دکھی انسانیت کی خدمت کا عظیم مشن اور اسلاف کا صدقہ جاریہ

حافظ یحییٰ عزیزؒ فری ڈسپنسری

مہنگائی کی چکی میں پسی ہوئی مخلوق خدا اپنے علاج سے قاصر ہے۔ آیئے ان کے لیے مفت علاج کی سہولت مہیا کریں اور اللہ کریم سے انتہا اجر پائیں

اپیل: مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ اس عظیم مشن میں ہمارا ساتھ دیں اور نقد رقوم حبیب بنک آن لائن سسٹم کے تحت جمع کروائیں۔

اکاؤنٹ نمبر: 0982-7900-1466-03 یا درج ذیل پتہ پر بھیجیں۔

منجانب: سید محمد طیب غزنوی ناظم الغزنوی ویلفیئر ٹرسٹ بنگلہ بلوچاں پھولنگر ضلع قصور 0302-4662919]

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH

فون مدیر مسئول (042) 5854010
فون امیر اعلیٰ تنظیم اہلحدیث (042) 6581025

C.P.L - 104

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

☆ خوشخبری ☆
جامعہ اہلحدیث لاہور کا
سعودی جامعات سے الحاق

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمدللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 28 قابل اور محنتی اساتذہ تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی" ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑی" و رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی"

تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ   تجدید تاسیس: 1949ء لاہور

شعبہ جات

جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ تحفیظ القرآن الکریم، 2۔ درس نظامی، 3۔ وفاق المدارس السلفیہ، 4۔ دارالافتاء، 5۔ تصنیف والتالیف 6۔ فن مناظرہ، 7۔ دعوت والارشاد، 8۔ کمپیوٹر لیب، 9۔ طب اور اسکے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے

جامعہ اہلحدیث سے کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع۔

وظائف

ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات

جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 58 لاکھ 43 ہزار دو سو بیاسی روپے سے تجاوز کر چکا ہے جو اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ ہے۔

ترسیل زر کا پتہ
اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور پاکستان

اپیل: یہ تمام کام اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اسلئے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور دفتر نمبر: 0423-7656730 موبائل: 0300-9476230